مضمون کے انتخاب کے بارے میں تعلیم

اَے عزیزو، آج ہم اس بات پر غور کریں گے کہ جب کوئی شخص کسی عنوان پر لکھنا چاہے، تو اُسے اپنے مضمون کا انتخاب کس طرح کرنا چاہیے۔ ہر لکھنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ پہلے غور کرے کہ اُس کا موضوع یا مضمون کس طرح چُنا جائے۔ کسی بات کو قلمبند کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ وہ ایک مناسب موضوع کے انتخاب کی دانش سیکھے۔ ہاں، سوال پوچھنے کی سلیقہ مندی بھی سیکھنی چاہیے، کیونکہ سوال ہی تحقیق کی راہ کھولتا ہے۔ وقت آنے پر ہم یہ بھی سیکھیں گے کہ تحقیق کے مسئلے اور تحقیق کے سوالات کس طرح بنائے جاتے ہیں تاکہ تم اُن کی ساخت کو سمجھ سکو۔ لیکن فی الحال، آؤ ہم یہ غور کریں کہ مضمون کا انتخاب کس طرح کیا جاتا ہے، اور وہ کون سی باتیں ہیں جنہیں ذہن میں رکھنا لازم ہے جب تو کسی موضوع کی تلاش میں ہو۔

دعا: انتخاب کا پہلا قدم

سب سے پہلے اپنے دل میں یہ بات قائم کر کہ جب تُو کسی مضمون یا عنوان کا انتخاب کرے، تو ابتدا دعا سے کر۔ اپنے دل میں یہ نہ کہہ، ''میں اپنی دانائی اور قوت سے قادر ہوں۔'' نہیں، بلکہ پہلے دعا کر۔ دعا ہی حکمت کی ابتدا ہے۔ دعا کے بعد غور و فکر آتا ہے۔ پس خُداوند سے دعا مانگ کہ وہ تجھے سمجھ اور درست فہم عطا کرے تاکہ تیرا ذہن منور ہو۔ کیونکہ ہم دعا کی قدرت پر ایمان رکھتے ہیں، کیا ہم نہیں رکھتے؟ خصوصاً جب کہ ہمارا لکھنا روحانی اور الٰہی باتوں سے تعلق رکھتا ہے—ایسے مضامین جو خُدا کے بارے میں اور انسانوں کی روحانی راہنمائی کے لیے ہیں، تاکہ وہ اُس کے حضور درست زندگی بسر کریں.

اگر تُو مسیحی خاندانی زندگی پر لکھنا چاہے، تو لازم ہے کہ تُو تمام مشورہ مقدس کلام سے لے۔ ایسے بہت سے موضوعات ہیں جن کے ذریعے ایک شخص دوسروں کے ایمان اور چلن میں مدد دے سکتا ہے۔ لیکن اگر تُو دعا نہ کرے اور خُداوند سے مدد نہ مانگے، تو بات کو صحیح طور پر کیسے سمجھے گا؟ دعا ہمارا ہتھیار ہے؛ اسے ایمان داری سے استعمال کر۔ اور جب تُو موضوع تلاش کرے، تب بھی اپنے ''گھٹنوں پر جھک کر کہہ، ''اَے خُداوند! میری راہنمائی فرما۔

بہت سے لوگ دعا میں کمزور ہیں؛ وہ دعا کی بات کرتے ہیں مگر کرتے نہیں۔ کچھ رسمی طور پر کہتے ہیں، ''آؤ ایک مختصر دعا کریں''، مگر اُن کا دل خُدا سے دور ہوتا ہے۔ تُو ایسا نہ کر۔ بلکہ سچائی سے خُدا کے حضور جھک اور یہ دعا کر کہ وہ تجھے حکمت اور فہم عطا کرے۔

دلچسپی اور میلان کا خیال رکھنا

دعا کے بعد تُو اپنے دل کی حالت کا جائزہ لے۔ کیونکہ مضمون کے انتخاب میں دوسرا اہم امر یہ ہے: تیری دلچسپی کیا ہے؟ کیا چیز تیرے دل کو جوش دیتی ہے؟ ہم اسے ''دلچسپی'' کہتے ہیں۔ اگر کوئی کہے، ''مسیحی خاندانی زندگی پر لکھو'' اور تیرا دل اُس میں نہیں لگتا، تو وہ تیرا مضمون نہیں۔ اگر کوئی کہے، ''کسی کتابِ مقدّس پر تفسیر لکھ'' اور تیرا دل اُس میں نہیں ہے، تو کسی اور طرف دیکھ۔

شاید تیرا دل ہماری قوم کے عملی مسائل کی طرف کھنچا ہوا ہے— غربت، گھریلو جھگڑے، یا کلیسیا کے اندر تقسیم۔ تو ایسے موضوعات پر لکھ تاکہ لوگ مدد پائیں۔

جب شاگرد میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں، ''جناب! ہم کس پر لکھیں؟'' تو میں اُن سے کہتا ہوں، ''تمہاری دلچسپی کیا ہے؟'' اور وہ جواب دیتے ہیں، ''آپ ہی بتائیں۔'' مگر میں کہتا ہوں، ''نہیں، لکھنا تم نے ہے، میں نے نہیں۔ پہلے سوچ کہ تیرا دل کس بات پر خوش ہوتا ہے، کیونکہ جو چیز تجھے پسند ہے، اُس پر ہی تُو بہتر لکھ سکے گا۔''

کچھ لوگوں کو ڈرامے پسند ہیں، کچھ کو ناول۔ مگر اے علمِ الٰہی کے طالب! تجھے مذہبی اور روحانی کتب پڑھنی چاہئیں۔ کوئی کہتا ہے، ''میرا دل کلیسیا کے لیے ہے۔'' دوسرا کہتا ہے، ''میں گناہ، کفارہ یا بپتسمہ پر لکھنا چاہتا ہوں تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔'' پس وہی چُن جس سے تیرا دل محبت رکھتا ہے، کیونکہ جو تُو محبت سے چُنے گا، اُسی پر تُو بہتر لکھ سکے گا۔

شاگردوں کی دلچسپیوں کی مثالیں

کوئی شاگرد کہتا ہے، ''میں ایمان کی بُنیادوں پر کتب پڑھتا ہوں تاکہ ایمانی حقائق کو سمجھ سکوں۔'' تو یقیناً اُس کا موضوع مسیحی ایمان کی بُنیادی سچائیوں پر ہو سکتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے، ''میں دعا پر پڑھتا ہوں۔'' تو وہ دعا کی اقسام اور اُس کی قدرت پر لکھ سکتا ہے— انفرادی دعا یا اجتماعی دعا۔ کوئی تیسرا مسیح کے صلیب پر کہے گئے الفاظ پر غور کرتا ہے اور اُس کی تکلیف کے ہر لفظ کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا شخص الٰہی اسرار کو پسند کرتا ہے— جنہیں ہم ''تصوری مسائل'' کہتے ہیں۔

لیکن کوئی دوسرا عملی امور کی طرف راغب ہوتا ہے— قوم کے دکھ درد کی طرف۔ وہ چاہتا ہے کہ غریبوں کی مدد کرے، مقروضوں کو چھڑائے، اور جہاں جھگڑا ہے وہاں صلح لائے۔ ایسے موضوعات ''عملی مسائل'' ہیں، کیونکہ یہ انسانی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

تصوری اور عملی موضوعات میں فرق

اس فرق کو خوب سمجھ: تصوری مسائل الٰہی علُوم سے متعلق ہیں، مگر عملی مسائل انسانی ضرورتوں سے۔ تصوری سوالات ایسے ہوتے ہیں، جیسے ''کیا مسیح نے صلیب پر چوتھا کلمہ کہا یا نہیں؟'' یا ''کفارہ پرانے اور نئے عہد کے نُور میں کیا ہے؟'' یہ عقائد کے سوالات ہیں، جن میں ہم لوگوں کو نجات کے بھید سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔

لیکن عملی موضوعات روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں — غربت، بیماری، خاندانی جھگڑے، یا قرض۔ مثلاً، ہمارے ملک میں بہت سے لوگ سود اور رسموں کے بوجھ سے دبے ہیں جو اُنہیں غربت میں لے آتی ہیں۔ ایسے موضوعات پر تحقیق اور تحریر کرنا تاکہ قوم کو رہائی ملے، ایک قابلِ قدر خدمت ہے۔

پس کچھ لوگ الٰہی سچائی سکھا کر مدد کرتے ہیں، اور کچھ عملی راہنمائی دے کر۔ دونوں خُدا کے حضور مقبول ہیں۔

ادبی خلا کی دریافت

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھ کہ کون سے موضوعات زیادہ ضروری ہیں۔ کون سی باتیں اہم ہیں مگر نظرانداز کی گئی ہیں؟ ہمارے ملک میں اُردو میں گہرے مضامین بہت کم ہیں۔ انگریزی میں بہت کچھ لکھا گیا ہے، مگر اُردو میں بہت کم۔ کیوں؟ کیونکہ لکھنے والوں نے دلچسپی نہیں لی۔

پس تلاش کر کہ کہاں خلا ہے، کہاں میدان خالی ہے۔ اگر کسی موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، تو تبھی لکھ اگر تُو کچھ نیا اضافہ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا موضوع ملے جس پر ابھی تک کوئی نہ لکھا ہو، تو اُس خلا کو اپنی محنت سے پُر کر، تاکہ تُو کلیسیا کی خدمت کر سکے۔

میں نے جب ''مسیح مصلوب'' لکھی، تو میں نے دیکھا کہ انگریزی میں پولُس کے مضامین پر کتابیں بے شمار تھیں، مگر اُردو میں زیادہ تر تراجم تھے، مقامی سوچ کی پیداوار نہ تھے۔ اس لیے میں نے لکھا تاکہ ہمارے اپنے لوگوں کی آواز بھی مقدسین کے درمیان سنی جائے۔

نتیجہ

پس، اَے عزیزو، ان سب باتوں کو یاد رکھو:

1. دعا کے ساتھ انتخاب کرو۔
2. اس بات پر غور کرو کہ کیا چیز تمہارے دل کو حرکت دیتی ہے۔
3. روحانی اور عملی موضوعات میں امتیاز کرو۔
4. اپنی قوم کی ضرورتوں کو دیکھو اور اُنہیں پورا کرنے کے لیے لکھو۔

کیونکہ لکھنا فخر کے لیے نہیں بلکہ خدمت کے لیے ہے—دماغوں کو روشن کرنے اور خُدا کے نام کو جلال دینے کے لیے۔ اس طرح تمہاری تحریر ایک خدمت بنے گی، تمہارا قلم خُدا کے ہاتھ میں ایک آلہ، اور تمہارا کام بہتوں کے لیے برکت ہوگا۔ آمین۔

تحریر کا مقصد اور بوجھ

اَے عزیزو، کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ کسی مضمون میں خلا ہے، اور ہمارے دل میں خیال آتا ہے، ''مجھے کچھ لکھنا چاہیے تاکہ شاگردوں اور خُدا کے لوگوں کی مدد ہو۔'' یوں ایک مقدس بوجھ دل میں جنم لیتا ہے۔ جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ اُس کی محنت دوسروں کی خدمت کر سکتی ہے، تو اُس کا مقصد مقدس ہو جاتا ہے، اور اُس کی دلچسپی بیدار۔ کیونکہ جو لکھنا بے مقصد ہے، وہ بیکار ہے؛ مگر جو تعلیم اور اصلاح کے لیے لکھتا ہے، اُس کی تحریر مقدس خدمت بن جاتی ہے۔

ضرورت اور خلا کی پہچان

سب سے پہلے دیکھ کہ کہاں کمی ہے، کہاں بہت کچھ لکھا گیا، مگر کچھ بات اب بھی باقی ہے۔ شاید کسی موضوع پر کئی کتابیں ہیں، تب تُو سوچ، ''میری تحریر کہاں مختلف ہوگی؟ کیا چیز اب تک نہیں کہی گئی؟'' کیونکہ اگر تُو پہلے والوں ہی کی بات دہرا دے، تو لوگ کہیں گے، ''یہ کوئی نئی بات نہیں۔'' پس وہ پہلو تلاش کر جو نظر انداز ہوا ہو، تاکہ خُداوند تیرے وسیلہ سے اُس کمی کو پورا کرے۔

اپنے سامعین کو جاننا

یہ بھی سوچ کہ تُو کس کے لیے لکھ رہا ہے۔ کیونکہ ہر قاری ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کچھ علما ہیں جو کلام اور عقائد میں گہرے ہیں—وہ ''اوپر کی الماری'' کی کتابیں پڑھتے ہیں، جو سخت اور تحقیقی ہوتی ہیں۔ کچھ چرواہے اور اُستاد ہیں، جو نوجوانوں یا عورتوں کی خدمت کرتے ہیں؛ اُن کے لیے ''درمیانی الماری'' کی کتابیں مناسب ہیں—آسان مگر فکر انگیز۔ اور کچھ کلیسیا کے سادہ لوگ ہیں، جو ''نیچے کی الماری'' سے پڑھتے ہیں؛ اُن کے لیے سادہ زبان چاہیے تاکہ ان پڑھ بھی سمجھ سکے اور فیض پائے۔

پس دیکھ کہ تیری تحریر کس الماری سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر علماء کے لیے ہے تو گہری ہو۔ اگر پاسبانوں اور شاگردوں کے لیے ہے تو تعلیمی۔ اگر عوام کے لیے ہے تو سادہ، تاکہ کوئی سخت کلام سے رُک نہ جائے۔

امتحان کے لیے اور خدمت کے لیے لکھنا

الٰہی مدارس میں بعض لوگ تعلیم کے لیے لکھتے ہیں تاکہ ڈگری حاصل کریں۔ مگر وہاں بھی یاد رکھ کہ تیرا پہلا قاری تیرا ممتحن ہے، جو تیرے کام کو جانچتا ہے۔ لکھ اس طرح کہ وہ دیکھے کہ تُو نے دیانت اور محنت سے کام کیا ہے۔ لیکن بعد میں وہی تحریر عام

لوگوں کے لیے سادہ بنا کر چھاپی جا سکتی ہے، تاکہ وہ بھی برکت پائیں۔ یوں تیری تحقیق ممتحن کے لیے بھی خوراک ہوگی اور ریوڑ کے لیے بھی۔

تحریر میں خدا کا جلال

سب سے بڑھ کر، یہ مقصد اپنے سامنے رکھ کہ خُدا تیرے لکھنے سے جلال پائے۔ کیونکہ اگر لوگوں کا ایمان مضبوط ہو اور اُن کے دل تسلی پائیں، تو یقیناً تیری محنت رائیگاں نہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، مگر تیرے الفاظ کے وسیلہ سے دل کی آنکھوں سے نور پاتے ہیں۔ ایسے گواہیاں لکھنے والے کے دل کو خوشی دیتی ہیں کہ اندھے بھی حق کے کلام سے دیکھنے لگے۔

مواد (مواد) کا جمع کرنا

یاد رکھ، کوئی شخص بغیر مواد کے نہیں لکھ سکتا۔ انہماک سے دوسروں کی لکھی ہوئی کتب پڑھ، کم از کم دس یا بارہ کتابیں، تاکہ تُو سمجھے کہ کیا لکھا جا چکا اور کیا باقی ہے۔ تب تُو خلا پہچانے گا اور جانے گا کہ کہاں کام کرنا ہے۔ اگر کسی زبان میں مواد نہ ملے تو دوسری زبان میں تلاش کر، کیونکہ جو شخص انگریزی اور اُردو دونوں جانتا ہے، اُس کے پاس دوگنی دولت ہے۔

سرقہ (چوری) کا گناہ

اَے بھائیو، علمی چوری سے بچو۔ کیونکہ دوسروں کے الفاظ لے کر اپنے نام سے پیش کرنا بڑی بددیانتی ہے۔ دنیا اُسے *Plagiarism* کہتی ہے، مگر خُدا کے حضور یہ فریب ہے۔ تُو دوسروں سے سیکھنے کے لیے ضرور حوالہ لے سکتا ہے، مگر جہاں سے لیا ہو، وہاں نام درج کر، یہ لکھ، ''یہ خیال فلاں مصنف کی کتاب کے فلاں صفحہ سے لیا گیا۔'' اس طرح تُو اپنی دیانت رکھے گا اور تیرا ضمیر صاف رہے گا۔

مستند ذرائع کہاں سے حاصل ہوں

تُو کہتا ہے، ''ہمیں درست مواد کہاں سے ملے گا؟'' دیکھ، کتب خانے بھرے پڑے ہیں، اور ڈیجیٹل خزانے بھی موجود ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ مدھم چراغ کے نیچے کتابیں کھنگالتے تھے، مگر اب انٹرنیٹ کے وسیلہ سے وسائل بڑھ گئے ہیں۔ تاہم ہر ماخذ معتبر نہیں۔ کچھ سرچ انجن جیسے *JSTOR* یا *EBSCO* علمی اداروں کے لیے مخصوص ہیں اور فیس لیتے ہیں۔ مگر اَب بہت سا مواد مفت دستیاب ہے۔ پس تلاش کر، کیونکہ جو محنت سے ڈھونڈتا ہے، وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔

تحقیق اور عملی مطالعہ (Qualitative) معیاری

اَے عزیزو، بعض موضوعات ایسے ہیں جن پر کوئی کتاب ابھی لکھی نہیں گئی۔ تب تُو زندہ گواہیوں کی طرف رجوع کر۔ اُن سے بات کر جو دیکھ چکے اور سن چکے ہیں؛ اُن کے اقوال کو وفاداری سے قلمبند کر، اور یوں اپنی تحقیق کو زندہ پتھروں پر قائم کر۔ یہی

"معیاری تحقیق" کہلاتی ہے — کہ انسانوں کے تجربات سے وہ علم حاصل کرنا جو ابھی تک تحریر میں نہیں آیا۔ ایسی محنت میں وفادار رہ، اور تُو حکمت پائے گا جو لوگوں کے دلوں میں چھپی ہے۔

اختتامی نصیحت

پس، اَے میرے بھائیو، دیکھو کہ تم دیانت، مقصد، اور شفقت کے ساتھ لکھو۔ تمہارے الفاظ صرف صفحے نہ بھریں بلکہ زندگیوں کو تعمیر کریں۔ جو ضروری ہے اُسے تلاش کرو، خلا کو پُر کرو، قاری کو برکت دو، اور ہر بات میں خُدا کو جلال دو۔
کیونکہ لکھا ہے: **"تم جو کچھ بھی کرو، خُدا کے جلال کے لیے کرو۔"**
آمین۔

ذرائع کے استعمال میں احتیاط اور تمیز

اَے محبوبو، جب تُو آن لائن مواد پاتا ہے، تو جلد بازی سے ہر لکھی ہوئی بات پر ایمان نہ لا۔ بہت سے لوگ وِکی پیڈیا پر بھروسا کرتے ہیں، مگر یقیناً وہ ہمیشہ ایک معتبر چشمہ نہیں۔ پس تو محتاط رہ، اور پہچان کہ اُس مضمون کا مصنّف کون ہے، اُس کا ناشر کون ہے، اور وہ کس رسالہ یا جرنل سے نکلا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کسی بڑے اور معروف جرنل سے آیا ہو تو وہ زیادہ معتبر سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی پرانا مضمون اب سب کے لیے مفت دستیاب ہو گیا ہے، اور تُو اُس کا حوالہ دیانتداری سے دے سکتا ہے۔
OTS میں بھی ایک عظیم لائبریری موجود ہے جو کتابوں اور لائبریریوں میں بھی خزانہ وافر مقدار میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ ایک معمولی فیس کے عوض عوام کے لیے کھلی ہے۔ افسوس، بہت سے لوگ ایسے مقامات کو نظرانداز کرتے ہیں، اور گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، اور یوں اُس دولت سے ناواقف رہتے ہیں جو اندر چھپی ہے۔ لیکن تُو، اَے سچائی کے طالب علم، لائبریری میں جا اور سیکھ کہ اُس میں کس طرح تلاش کرنی ہے۔ کیونکہ ہزاروں کتابیں وہاں ہیں؛ تجھے یہ جاننا لازم ہے کہ اپنی کتاب کیسے تلاش کرے، کیٹلاگ کس طرح استعمال کرے، مضمون یا مصنف کے لحاظ سے کیسے ڈھونڈے، تاکہ تُو جلدی سے وہ پا لے جو تُو ڈھونڈتا ہے۔

اردو میں بائبلی جرنلز کی موجودگی

اور ایک سوال اُٹھا، کہ "کیا اردو زبان میں بائبلی تحقیقی مضامین موجود ہیں؟" ہاں، یقیناً موجود ہیں۔ کیونکہ اب TUF کے پلیٹ فارم کے تحت ایک جرنل شروع ہو چکا ہے، جس کا ایک شمارہ انگریزی میں اور دوسرا اردو میں ہر چھ ماہ بعد شائع ہوتا ہے۔ اب تک چار یا پانچ شمارے شائع ہو چکے ہیں، جن میں پاکستانی عالموں کے مضامین شامل ہیں۔ ایک اور جرنل "ال-مشیر" کے نام سے راولپنڈی کے کرسچین اسٹڈی سینٹر سے شائع ہوتا ہے۔

یہ علمی جرنلز ہیں، اوراس کے علاوہ چند ایسے رسائل بھی ہیں جو تعلیمی یا روحانی تربیت کے لیے شائع ہوتے ہیں، جیسے "سچ کا
ستون" (Sutn-e-Haqq)، "پاسبان" (Pasbaan) "چرواہا" اور، "گوجرانوالہ سے" (Charwaha) جو
کیتھولک حضرات میں چھپتا ہے۔ یہ سب بھی مفید مضامین رکھتے ہیں۔ پس اردو میں تحقیقی جرنلز پاکستان بھر میں موجود ہیں، قیمتی
کی لائبریری میں یہ سب موجود ہیں، اور تمہیں دکھایا OTS نہیں، مگر افسوس کے ساتھ کہا جائے کہ کم پڑھے جاتے ہیں۔
جائے گا کہ انہیں کس طرح حاصل اور استعمال کرنا ہے۔

در حقیقت تحقیقی مضامین نہایت قیمتی ہیں؛ وہ بڑی احتیاط سے لکھے جاتے ہیں، اور عام تحریروں سے زیادہ معتبر ہوتے ہیں۔ اس لیے میں اپنے شاگردوں سے کہتا ہوں، ''جتنے زیادہ تحقیقی مضامین پڑھ سکو، پڑھو۔'' کیونکہ اکثر وہی مصنف جو تین سو صفحات کی کتاب لکھتا ہے، وہی بیس یا تیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون بھی لکھتا ہے جس میں اپنے خیالات کا نچوڑ بیان کرتا ہے۔ پس تین سو صفحات پڑھنے کی بجائے اگر تُو ایسے کئی مختصر مضامین پڑھ لے، تو تُو پورا فہم حاصل کر لے گا۔

مصنوعی ذہانت کا استعمال اور سرقہ کی پھندا

کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ جو کچھ ہم اُس میں تلاش کرتے ہیں، وہ سب ChatGPT پھر ایک نے سوال کیا، ''آپ
''کچھ ہمیں مل جاتا ہے۔

اُستاد نے جواب دیا، ''اسے احتیاط سے استعمال کرو۔ میں تمہیں اِس کے استعمال سے منع نہیں کرتا، مگر تمیز کے ساتھ استعمال کرو۔
تمہارے لیے پورا مضمون لکھ سکتا ہے، مگر خبردار—جب یونیورسٹیاں اور ممتحن تمہاری تحریر کو پرکھتے ChatGPT کیونکہ
ہیں، تو وہ اُسے اپنے سافٹ ویئر میں ڈالتے ہیں، اور وہ ظاہر کر دیتا ہے کہ آیا یہ انسان کی زبان ہے یا مشین کی۔ تب کہا جائے گا، 'یہ
'''تمہاری اپنی آواز نہیں؛ یہ سرقہ ہے۔

کو صرف مدد کے لیے استعمال کرو، نہ کہ اپنے مصنف کی طرح۔ اُسے حکم دو، ''میرے الفاظ نہ بدل، ChatGPT پس
میری زبان نہ بگاڑ، صرف وہی تجویز دے جو بہتری لا سکے، میری گرائمر درست کر، اور بتا کہ کیا شامل کیا جا سکتا ہے۔'' جتنی زیادہ
پابندیاں تُو لگائے گا، اُتنا ہی تیرا کام محفوظ رہے گا۔ لیکن اگر تُو اُسے آزاد چھوڑ دے، تو وہ تیری ساری محنت بدل ڈالے گا، اور وہ اب
تیرا نہیں رہے گا۔ اور دیکھ، جو چیز چوری کی جائے وہ خُدا کے حضور گناہ ہے۔

لہٰذا اسے صرف مددگار کے طور پر استعمال کر، نہ کہ اپنے کاتب کے طور پر۔ کیونکہ اگر تُو اُسے اپنا سب کچھ لکھنے دے گا، تو وہ تیرا ذہن کمزور کر دے گا، اور تیری قابلیت کو چھین لے گا۔ بہت سے لوگ سست ہو گئے ہیں، سب سے پہلے مشین کی طرف دوڑتے ہیں، یہاں تک کہ اُن کا اپنا اعتماد گر گیا ہے۔ تحقیق کے ابتدائی مرحلوں میں اپنے آپ کو ایسی انحصاریت سے بچا، اپنی عقل سے محنت کر، تاکہ تیرا ذہن مضبوط ہو۔

تحقیق کا امتیاز (Quantitative) اور مقداری (Qualitative) معنوی

پھر ایک اور سوال ہوا مقداری تحقیق کے بارے میں۔ استاد نے فرمایا، ''معنوی اور مقداری تحقیق میں یہ فرق ہے: معنوی تحقیق میں نمونہ چھوٹا مگر گہرا ہوتا ہے، جبکہ مقداری تحقیق میں اعداد و شمار بڑے مگر سطحی ہوتے ہیں۔''

مثلاً اگر تُو یہ جاننا چاہے کہ زیادہ لوگ پیپسی پیتے ہیں یا کوک، تو تُو مقداری تحقیق کرے گا — دو سو یا زیادہ آدمیوں سے پوچھے گا اور اُن کے جوابات عددی شکل میں درج کرے گا۔ ایسی تحقیق کمپنیوں اور اشتہار دینے والوں کے کام آتی ہے۔

مگر معنوی تحقیق میں نمونہ پندرہ یا بیس آدمیوں کا ہو سکتا ہے، مگر اُن کے انٹرویو گہرے اور پر معنی ہوتے ہیں۔ معنوی تحقیق معنی، تجربہ، اور احساس سے تعلق رکھتی ہے؛ اس میں منظم، نیم منظم، یا آزادانہ سوالات کیے جاتے ہیں، اور کبھی گروہی مباحثے بھی کیے جاتے ہیں۔ لیکن مقداری تحقیق اعداد و شمار اور پیمائش سے تعلق رکھتی ہے — یعنی ہاں یا نہ کے خانے بھرنے سے۔ یہ بڑی معلومات اکٹھی کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ مگر علمِ الٰہیات میں معنوی تحقیق زیادہ غالب ہے، کیونکہ وہ دل کو تلاش کرتی ہے، صرف عدد کو نہیں۔

تحقیقی موضوع کے انتخاب کا عمل

اور اب، اَے عزیزو، جب وقت نزدیک آیا تو استاد نے کہا، ''سب سے اہم بات یہ ہے کہ تُو اپنا موضوع دعا کے ساتھ منتخب کرے۔'' غور کر کہ تیرا رجحان کس طرف ہے، ضرورت کہاں ہے، اور یہ تحریر دوسروں کے لیے کس طرح باعثِ برکت ہو گی۔ اگر تُو کلیسیا کی بھلائی کے لیے لکھتا ہے تو جان کہ تیرے سامعین کون ہوں گے۔ اگر امتحان کے لیے لکھتا ہے تو اپنے ممتحن کو بھی مدِ نظر رکھ۔

اپنے دل میں یہ سوال کر، 'میں اس موضوع پر کیوں لکھنا چاہتا ہوں؟' کیا یہ کلیسیا کی تعلیم کے لیے ہے؟ طلبہ کے فائدہ کے لیے؟ ڈگری کے حصول کے لیے؟ یا اس لیے کہ اردو ادب میں اس موضوع پر خلا ہے؟ جو بھی تیرا مقصد ہو، اسے اپنے دل میں صاف کر۔

اگلا قدم: تحقیقی سوال کی تیاری

پس، اس سے پہلے کہ ہم دوبارہ ملیں، تم میں سے ہر ایک اپنے شوق کے مطابق ایک موضوع منتخب کرے۔ اُس پر کچھ مطالعہ کرے، اور تیار ہو کر آئے کہ کہے، ''یہ وہ مضمون ہے جس پر میں لکھنا چاہتا ہوں، اور یہ میری وجوہات ہیں۔''

پھر ہم سیکھیں گے کہ اس موضوع کو تحقیقی سوال میں کس طرح بدلا جائے، کیونکہ بغیر سوال کے کوئی جواب نہیں۔

پس ہدایت کے لیے دعا کرو، محنت سے تلاش کرو، اور فہم کے ساتھ مطالعہ کرو۔ تیرا موضوع دعا سے پیدا ہو، تیرا سوال غور سے جنم لے، اور تیری تحریر ایمان سے لکھی جائے۔ کیونکہ خُداوند کا خوف ہی حکمت کی ابتدا ہے، اور فہم اُس ہی سے آتا ہے۔ آمین۔